© rasailojaraid.com

تذکرہ اساتذہ دارالعلوم حقانیہ

مولانا قاری فیوض الرحمٰن ایم اے
ایبٹ آباد

قسط ۲

حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ

خاندان | مولانا شیر علی شاہ بن مولانا قدرت شاہ بن مولانا عنبر شاہ ابن مولانا میر ولیس شاہ آپ کے اجداد کرام شاہان مغلیہ کے دور میں بخارا سے باجوڑ اور پھر باجوڑ سے ہشتنگر آئے۔ اجداد میں سے حضرت مولانا میر ولیس شاہ مرحوم بہت بڑے فقیہہ ہو گذرے ہیں، اکثر اول و آخر کے حافظ تھے، اعلاء کلمۃ اللہ اور احیائے سنت میں مصروف رہتے تھے، سکھوں کی جابرانہ حکومت میں مظلوم مسلمانوں کی امداد فرماتے تھے، آپ کے بارے میں اس وقت کے سکھ حاکم نے اپنوں کی جاسوسی کی وجہ سے ایک فوجی دستہ کے ذریعہ آپ کے گھر پر حملہ کروایا، آپ کے گھر کو نذر آتش کر دیا گیا اور آپ کو شہر بدری کی سزا ملی۔ آپ کے کتب خانہ کی بعض نیم سوختہ کتابیں اب بھی آپ کے نواسوں کے پاس موجود ہیں، جو آپ کی مجاہدانہ کارروائیوں پر ظالمانہ سلوک کا پتہ دیتی ہیں۔ آپ نے جلاوطنی کے دوران بنیر میں قیام فرمایا، اسی دوران حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے رفقاء جہاد جب اکوڑہ پہنچے تو آپ بھی میدان کارزار میں مجاہدین کرام کی صف میں شامل ہو کر بڑی بے جگری سے لڑے۔ مولانا میر ولیس شاہ کے بیٹوں میں مولانا عنبر شاہ صاحب بہت بڑے عالم ہوئے، اور عرصہ دراز تک صاحب اسوٹا[1] کے حکم پر فرائض قضاء و افتاء سرانجام دیتے رہے۔ مولانا موصوف نحو، اصول فقہ اور علم میراث میں بہت ماہر تھے، خصوصاً شرح جامی اور سراجی میں ان کا درس دور دور تک مشہور تھا۔ ان دونوں کتابوں پر ان کے قلمی حواشی موجود ہیں۔

---

[1] صاحب اسوٹا، تحصیل صوابی ضلع مردان کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے، جو صاحب سرات کے خلیفہ مجاز تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان صحیح العقیدہ اکابر کی بدولت اس خاندان کے جملہ افراد قدرتی طور پر اکابرین دیوبند کے ہم مسلک وہم عقیدہ ہیں۔

ولادت | آپ ۱۵ شعبان سنہ ۱۹۳۰ء میں اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم | فقہ اور فارسی نظم کی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں، نظم فارسی کی چند کتابوں میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب المعروف بہ "فقدا بانو حاجی صاحب" سے بھی استفادہ کیا۔ یہ بزرگ فارسی، عربی اور پشتو کی تینوں زبانوں کے ماہر تھے۔ اور کئی سال تک بغداد شریف میں حضرت الشیخ گیلانیؒ کے نواسوں کو ابتدائی کتابیں پڑھا چکے تھے، شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الجامعہ حضرت بادشاہ گل صاحب کے بھی استاد تھے غالباً ۱۹۵۸ء میں انتقال فرما گئے۔ بعد ازاں صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا قاضی حبیب الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند سے پڑھیں، شیخ الجامعہ سے کافیہ مع ترکیب، بدیع المیزان اور میبذی کے کچھ اسباق پڑھے اور دوبارہ کافیہ اور تحریر سنبٹ و میبذی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے اس وقت پڑھیں جب حضرت شعبان میں دارالعلوم دیوبند سے تعطیلات میں اپنے گھر تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور تقسیم ملک کے بعد جب بعض طلبہ ان سے پڑھنے کیلئے اکوڑہ آئے اور دارالعلوم حقانیہ معرض وجود میں آیا تو پھر باقاعدہ تمام کتابیں گیارہ سال کے عرصہ میں دارالعلوم حقانیہ ہی میں مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔ گویا آپ دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی طالب علموں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سواتی مرحوم صدر المدرسین اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب زروبی و دیگر اساتذہ سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۷۷ھ میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے دورۂ حدیث پڑھا۔ دورۂ حدیث کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی۔ فراغت کے بعد تقریباً تین ماہ میں آپ نے جامعہ اشرفیہ لاہور کے اساتذہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب بانی و مہتمم اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدظلہ سے استفادہ کیا۔

تدریسی خدمات | فراغت کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں تدریس شروع کی، ابتدائی کتابیں بار بار پڑھائیں، چند سالوں سے مشکوٰۃ جلد اول، موطائین، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، شمائل ترمذی اور شرح نخبۃ الفکر زیر درس ہیں۔ ترجمہ و تفسیر آپ نے پہلے ۱۳۷۸ھ میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ سے پڑھی، پھر ۱۳۸۲ھ میں استاذی المکرم حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم سے استفادہ کیا اور سند حاصل کی۔ انہی دو بزرگوں

© rasailojaraid.com